افسانہ :آخری تحفہ

مصنفہ :وجیہہ تبسم

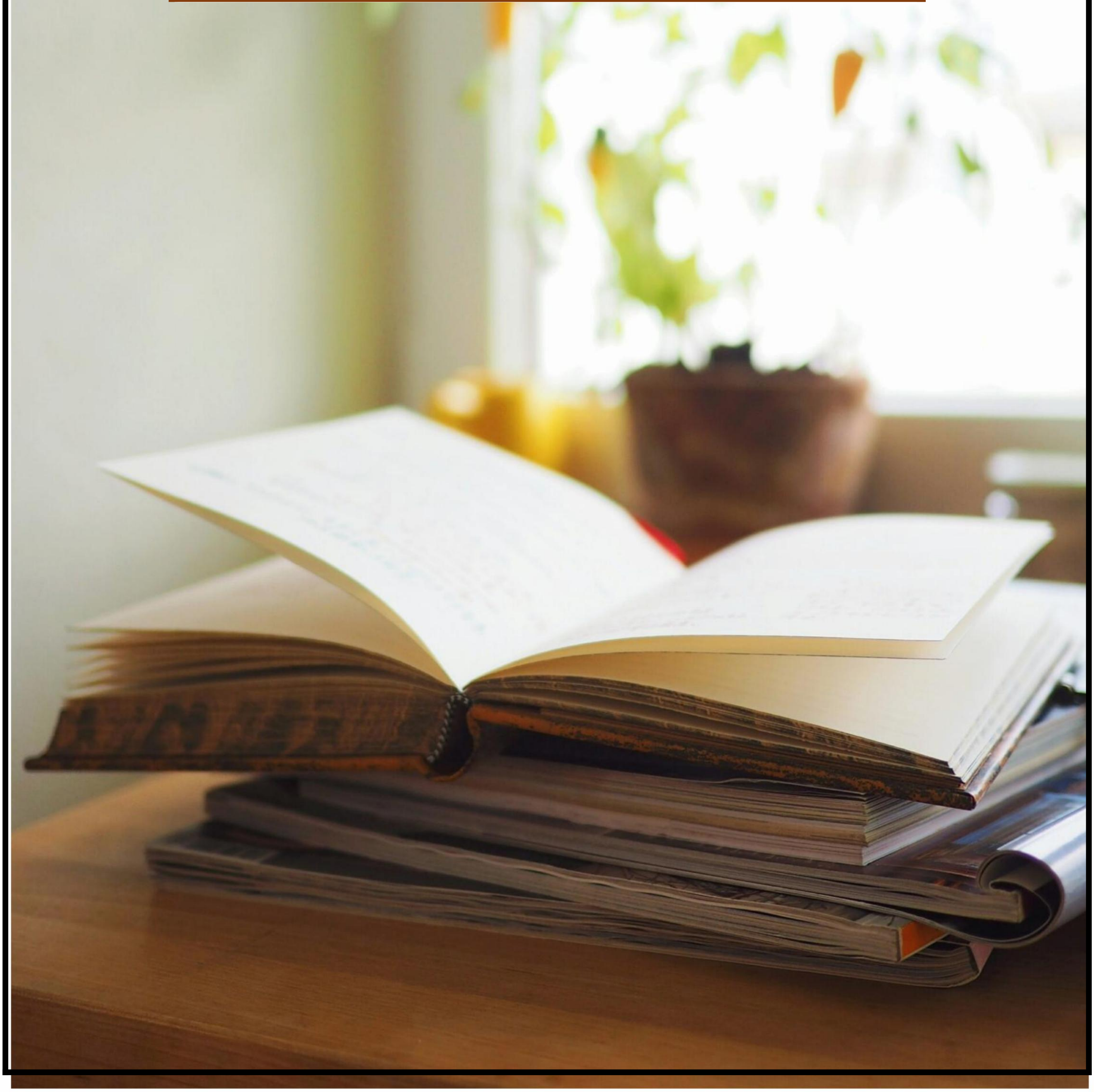

اردوناولزبلاگز

اردوناولزبلاگز کی طرف سے پیشکش

ناول "اردوناولزبلاگز" کی ویب سائٹ کا حصہ ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا گیا ہے ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے
آپ کو اعلی معیار اور اردو ادب فراہم کیا جائے-
کو صرف ذاتی مطالعے کے لیے استعمال کریں اس کے بغیر اجازت تقسیم، کاپی یا کسی اور پلیٹ فارم پر pdf براہ کرم اس
اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے-
:اگر آپ ہمارے ساتھ اپنی تحریریں شیئر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں-

urdunovelsblog

ویب سائٹ: urdunovels.blog
ای میل: urdunovelsblogs@gmail.com
انسٹاگرام: @urdu_novels.blog
فیس بک: fb.com/urdunovelsblogs

!آپ کی رائے ہمارے لیے اہم ہے

آخری تحفہ

مصنفہ: وجیہہ تبسم

لکڑی کے دیمک زدہ دروازے کا ایک پٹ ہلکا سا کھلا ہوا ہے۔ دروازے سے اندر قدم بڑھایا جائے تو چھوٹی سی تاریک راہداری اور اس کے بعد ایک چھوٹا صحن ہے۔ صحن میں ایک طرف عرصے سے پیاسی مٹی والی لمبی کیاری ہے۔ دوسری طرف چھوٹا سا کچن ہے۔ جس میں برائے نام برتن موجود ہیں۔ سامنے کی طرف دو دروازے ہیں۔۔۔ جن میں سے ایک مکمل بند جبکہ ایک دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا ہے۔ مجھے یہیں آنا تھا۔

سو میں دروازے کو ہلکی سی دستک دیتا، پردہ پرے کھسکاتا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک کچے پکے سیلن زدہ فرش کا کمرہ تھا۔ دیواریں سیاہی مائل سبز رنگ سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ کمرے میں باسی بو پھیلی ہوئی تھی جیسے سالوں سے اس بو کو باہر نکلنے کا راستہ نہ ملا ہو۔

urdunovelsblog

سارے میں گرڑ گرڑ گھوں گھوں کی آواز پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے ہمیشہ کی طرح سر گھما کر بوسیدہ ٹوٹے ہوئے پٹوں والی کھڑکی کے ساتھ دیکھا جہاں ہمیشہ کی طرح سبز رنگ کا فرشی پنکھا سماعت پر گراں گزرنے والے آواز میں چالو تھا۔ صاف معلوم ہوتا تھا یہ پنکھا کئی سال پرانا ہے۔ اس سے گھر کے مکین کو خاص محبت تھی۔

میرے پردہ کھسکانے پر کمرے میں کچھ لمحے کے لیے روشنی ہوئی تھی۔ روشنی اور تازہ ہوا محسوس کر کے جھلنگا سی چارپائی پر پڑا وجود کسمسایا اور پھر اٹھ بیٹھا۔ مجھے یوں لگا جیسے کسی ڈھانچے میں کچھ پل کے لیے دوبارہ زندگی ڈال دی گئی ہو۔ یہ خالہ پینو (پروین) تھی۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے مجھے دروازے میں کھڑے دیکھا اور پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔ دفعتاً میرے کانوں سے خالہ پینو کی نحیف سی آواز ٹکرائی۔۔۔ " آجا پتر۔۔۔ میرے کول بھ جا " ۔۔۔ میں پلاسٹک کی پرانی کرسی چارپائی کے پاس رکھتا اس پر بیٹھ گیا۔

" کیا حال ہے خالہ ؟" ۔۔۔۔ میں نے پوچھا تھا۔

" جیندی پئی آں پتر " ۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح جواب آیا تھا۔

پھر میں نے پنکھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔۔۔۔ " یہ بہت پرانا ہو گیا ہے۔ زنگ لگ چکا ہے، رنگ اڑ گیا ہے۔ اسے کباڑیے کے پاس بیچ دو خالہ "

خالہ نے یوں آنکھیں کھولیں تھیں جیسے اسے کسی شے نے ڈنگ مارا ہو۔۔۔۔۔ " نہیں پتر، یہ تو آخری نشانی ہے میرے پاس۔۔۔ اسے کیسے کسی غیر کے ہاتھوں میں دے دوں " ۔۔۔۔ خالہ نے یاس بھرے لہجے میں کہا تھا۔

" خالہ تم اپنے بیٹے کے پاس شہر کیوں نہیں چلی جاتی " ۔۔۔۔ میں نے بیسیوں بار پوچھا ہوا سوال پھر سے دہرایا تھا۔

" اسے اپنے باپ کا خیال نہیں، دنیا کمانے میں لگ گیا وہ، یہاں مہینوں بعد ایک بار آ کر شکل دکھا جاتا ہے۔۔۔ میرا خیال کیا خاک رکھے گا"

پھر خالہ اپنی اور چاچے سلیم کی باتیں کرنے لگی۔۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی ضرورت تھے۔ خالہ کو ایک اچھا سامع چاہیے تھا اور مجھے ہجر سہنے کا حوصلہ۔۔۔۔ جو مجھے خالہ کی صورت دیکھتے ہی مل جاتا۔

★★★

پندرہ سال پہلے چچا سلیم اچانک لا پتہ ہو گیا تھا۔ خالہ پینو نے مدثر کو پیٹ کاٹ کاٹ کر پڑھایا اور جب خالہ کے آرام کے دن تھے۔۔۔ وہ اپنے باس کی بیٹی سے شادی کر کے شہر پدھار گیا۔

خالہ اس کی اسی حرکت پر نالاں تھی اور اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تھی۔ حالاں کہ وہ ایک آدھ بار خالہ کو لینے بھی آیا تھا مگر خالہ نے یہ کہہ کر جانے سے صاف انکار کر دیا کہ " اس گھر سے تیرے باپ کی یادیں وابستہ ہیں۔ میں یہاں سے نکلی تو جی نہیں سکوں گی"

شروع شروع میں محلے کی عورتیں خالہ کے پاس کچھ وقت گزار جاتیں کہ اکیلی بوڑھی جان کیسے وقت کاٹتی ہو گی۔۔۔ لیکن اب خالہ کی طرف کوئی نہیں آتا تھا۔ صبح شام ہمسائے کی ایک بچی آ کر خالہ کو کھانا کھلاتی، کچھ وقت بیٹھتی اور پھر چلی جاتی۔

urdunovelsblog

میں ہر روز خالہ کی تنہائی کے پیشِ نظر خالہ کے پاس آجاتا۔یہی غرض نہیں تھی۔۔۔میں ہجر سہنے کے لیے پہاڑ جیسا حوصلہ لینے آتا تھا۔

مجھے ایک لڑکی سے عشق ہو گیا تھا۔اس کی زندگی میں بھی کوئی نہیں تھا۔کبھی کبھی وہ مجھ سے بات کر لیتی تھی۔پھر اس نے بتایا وہ جا رہی ہے۔۔۔میں نے اسے روکا،رویا،گڑگڑایا۔۔۔مگر اسے جانا تھا وہ چلی گئی۔مجھے چھوڑ کر۔۔۔اپنے عشق میں مبتلا کر کے چلی گئی۔

میرا پل پل اذیت میں گزرنے لگا۔سانس تھم تھم جاتی۔میں اسے ہر سانس میں یاد کرنے لگا۔عشق سر چڑھ کر ناچنے لگا۔وہ مجھے ہر طرف دکھائی دینے لگی۔میں بے بس ہو گیا۔۔۔مجھے لگنے لگا میں مر جاؤں گا۔۔۔پھر مجھے خالہ پینو یاد آئی۔مجھے یاد آیا اسے تو پندرہ برس ہو گئے ہجر کاٹتے۔۔۔میں نے تو کچھ ہی دن ہجر کاٹا ہے۔

میں خالہ کے پاس آنے لگا۔اس کی باتیں سننے لگا۔وہ بھی جیسے کسی کے انتظار میں تھی کہ کوئی آئے اور وہ اسے اپنی اور چاچے سلیم کی باتیں بتا سکے۔چاچے سلیم کو یاد کرے۔۔۔کسی کے ساتھ چاچے کی باتیں کرے۔میں مل گیا خالہ کو۔اس نے مجھے اپنا بیٹا بنا لیا۔

urdunovelsblog

میں کسی کو اپنا دل کھول کر دکھانا چاہتا تھا۔۔سب کچھ بتانا چاہتا تھا۔دل ایک ہی بات کہتا تھا کوئی تو ہو جو سنے، جو سمجھے اور تسلی دے۔صبر کے لیے دعا کرے۔۔۔اور خالہ پینو کی صورت میں وہ کوئی مجھے مل گیا تھا۔

ہم دونوں گھنٹوں تاریک کمرے میں بیٹھے رہتے۔زنگ لگے سبز پنکھے کی گرم ہوا برداشت کرتے۔۔۔مسلسل ہوتی گڑ گڑ گھوں گھوں کو جھٹکتے ایک دوسرے کو اپنے اپنے محبوبوں کی باتیں سنایا کرتے۔صبح سے شام ہو جاتی لیکن محبت کی باتیں ختم ہونے میں نا آتی۔

جب کبھی میں خالہ سے کہتا۔۔۔" اسے پتا تھا مجھے اس سے محبت ہے۔۔۔وہ مجھے کیوں چھوڑ گئی؟؟" ۔۔۔۔تو خالہ کہتی۔۔۔" پگلے پتر!! یہی تو محبت کی ریت ہے۔یہی تو پریت ہے۔ہو سکتا ہے اسکا چھوڑ جانا ہی بہتر ہوتا" ۔۔۔۔۔ میں سر نفی میں ہلاتا رو دیتا۔۔۔

" خالہ! ہجر مجھے پل پل مارتا ہے۔میں مر جانا چاہتا ہوں لیکن جی رہا ہوں" ۔۔۔۔۔خالہ پیار سے میرے سر پہ اپنا نحیف لرزتا ہوا ہاتھ رکھتی اور کہتی۔۔۔" پتر! یہی تو عشق ہے، ہجر میں تڑپنا پھر بھی محبوب کو خبر نہ ہونے دینا۔ محبوب کی رضا میں راضی رہنا ہی تو عشق ہے پتر" ۔۔۔۔خالہ کی آنکھیں نم ہو جاتی اور میں کہیں دور کھو جاتا جہاں بس زنگ لگے سبز پنکھے کی گھوں گھوں کی آواز سنائی دیتی۔

urdunovelsblog

مجھے اپنی زندگی بھی زنگ لگے سبز پنکھے کی طرح لگی۔۔۔ ہجر اس زندگی میں محبوب کی طرف سے مجھے دیا گیا پہلا اور آخری تحفہ تھا اور مجھے اس ہجر کو آخری سانس نچڑنے تک سینے سے لگائے رکھنا تھا۔

Wajeeha Tabassam Wajee

لکڑی کے دیمک زدہ دروازے کا ایک پٹ ہلکا سا کھلا ہوا ہے۔ دروازے سے اندر قدم بڑھایا جائے تو چھوٹی سی تاریک راہداری اور اس کے بعد ایک چھوٹا صحن ہے۔ صحن میں ایک طرف عرصے سے پیاسی مٹی والی لمبی کیاری ہے۔ دوسری طرف چھوٹا سا کچن ہے۔ جس میں برائے نام برتن موجود ہیں۔ سامنے کی طرف دو دروازے ہیں۔۔۔ جن میں سے ایک مکمل بند جبکہ ایک دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا ہے۔ مجھے یہیں آنا تھا۔

سو میں دروازے کو ہلکی سی دستک دیتا، پردہ پرے کھسکاتا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک کچے پکے سیلن زدہ فرش کا کمرہ تھا۔ دیواریں ساہی مائل سبز رنگ سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ کمرے میں باسی بو پھیلی ہوئی تھی جیسے سالوں سے اس بو کو باہر نکلنے کا راستہ نہ ملا ہو۔

urdunovelsblog

سارے میں گڑ گڑ گھوں گھوں کی آواز پھیلی ہوئی تھی۔ میں نے ہمیشہ کی طرح سر گھما کر بوسیدہ ٹوٹے ہوئے پٹوں والی کھڑکی کے ساتھ دیکھا جہاں ہمیشہ کی طرح سبز رنگ کا فرشی پنکھا سماعت پر گراں گزرنے والے آواز میں چالو تھا۔ صاف معلوم ہوتا تھا یہ پنکھا کئی سال پرانا ہے۔ اس سے گھر کے مکین کو خاص محبت تھی۔

میرے پردہ کھسکانے پر کمرے میں کچھ لمحے کے لیے روشنی ہوئی تھی۔ روشنی اور تازہ ہوا محسوس کر کے جھلنگا سی چارپائی پر پڑا وجود کسمسایا اور پھر اٹھ بیٹھا۔ مجھے یوں لگا جیسے کسی ڈھانچے میں کچھ پل کے لیے دوبارہ زندگی ڈال دی گئی ہو۔ یہ خالہ پینو (پروین) تھی۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے مجھے دروازے میں کھڑے دیکھا اور پھر سے آنکھیں بند کر لیں۔ دفعتاً میرے کانوں سے خالہ پینو کی نحیف سی آواز ٹکرائی۔۔۔" آجا پتر۔۔۔ میرے کول بہ جا" ۔۔۔ میں پلاسٹک کی پرانی کرسی چارپائی کے پاس رکھتا اس پر بیٹھ گیا۔

"کیا حال ہے خالہ؟" ۔۔۔۔ میں نے پوچھا تھا۔
" جیندی پئی آں پتر" ۔۔۔۔۔ ہمیشہ کی طرح جواب آیا تھا۔
پھر میں نے پنکھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔۔۔۔" یہ بہت پرانا ہو گیا ہے۔ زنگ لگ چکا ہے، رنگ اڑ گیا ہے۔ اسے کباڑیے کے پاس بیچ دو خالہ"

خالہ نے یوں آنکھیں کھولیں تھیں جیسے اسے کسی شے نے ڈنگ مارا ہو۔۔۔۔۔" نہیں پتر، یہ تو آخری نشانی ہے میرے پاس۔۔۔ اسے کیسے کسی غیر کے ہاتھوں میں دے دوں" ۔۔۔۔ خالہ نے یاس بھرے لہجے میں کہا تھا۔

" خالہ تم اپنے بیٹے کے پاس شہر کیوں نہیں چلی جاتی" ۔۔۔۔ میں نے بیسیوں بار پوچھا ہوا سوال پھر سے دہرایا تھا۔

urdunovelsblog

" اسے اپنے باپ کا خیال نہیں، دنیا کمانے میں لگ گیا وہ، یہاں مہینوں بعد ایک بار آ کر شکل دکھا جاتا ہے۔۔۔میرا خیال کیا خاک رکھے گا"

پھر خالہ اپنی اور چاچے سلیم کی باتیں کرنے لگی۔۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی ضرورت تھے۔ خالہ کو ایک اچھا سامع چاہیے تھا اور مجھے ہجر سہنے کا حوصلہ۔۔۔۔ جو مجھے خالہ کی صورت دیکھتے ہی مل جاتا۔

★★★

پندرہ سال پہلے چچا سلیم اچانک لاپتہ ہو گیا تھا۔ خالہ پینو نے مدثر کو پیٹ کاٹ کاٹ کر پڑھایا اور جب خالہ کے آرام کے دن تھے۔۔۔ وہ اپنے باس کی بیٹی سے شادی کر کے شہر پدھار گیا۔

urdunovelsblog

خالہ اس کی اسی حرکت پر نالاں تھی اور اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تھی۔ حالاں کہ وہ ایک آدھ بار خالہ کو لینے بھی آیا تھا مگر خالہ نے یہ کہہ کر جانے سے صاف انکار کر دیا کہ " اس گھر سے تیرے باپ کی یادیں وابستہ ہیں۔ میں یہاں سے نکلی تو جی نہیں سکوں گی"

شروع شروع میں محلے کی عورتیں خالہ کے پاس کچھ وقت گزار جاتیں کہ اکیلی بوڑھی جان کیسے وقت کاٹتی ہو گی۔۔۔ لیکن اب خالہ کی طرف کوئی نہیں آتا تھا۔ صبح شام ہمسائے کی ایک بچی آ کر خالہ کو کھانا کھلاتی، کچھ وقت بیٹھتی اور پھر چلی جاتی۔

میں ہر روز خالہ کی تنہائی کے پیشِ نظر خالہ کے پاس آجاتا۔یہی غرض نہیں تھی۔۔۔میں ہجر سہنے کے لیے پہاڑ جیسا حوصلہ لینے آتا تھا۔

مجھے ایک لڑکی سے عشق ہو گیا تھا۔اس کی زندگی میں بھی کوئی نہیں تھا۔ کبھی کبھی وہ مجھ سے بات کر لیتی تھی۔ پھر اس نے بتایا وہ جا رہی ہے۔۔۔میں نے اسے روکا، رویا، گڑگڑایا۔۔۔ مگر اسے جانا تھا وہ چلی گئی۔مجھے چھوڑ کر۔۔۔اپنے عشق میں مبتلا کر کے چلی گئی۔

urdunovelsblog

میرا پل پل اذیت میں گزرنے لگا۔سانس تھم تھم جاتی۔ میں اسے ہر سانس میں یاد کرنے لگا۔ عشق سر چڑھ کر ناچنے لگا۔ وہ مجھے ہر طرف دکھائی دینے لگی۔میں بے بس ہو گیا۔۔۔مجھے لگنے لگا میں مر جاؤں گا۔۔۔پھر مجھے خالہ پینو یاد آئی۔مجھے یاد آیا اسے تو پندرہ برس ہو گئے ہجر کاٹتے۔۔۔میں نے تو کچھ ہی دن ہجر کاٹا ہے۔

میں خالہ کے پاس آنے لگا۔اس کی باتیں سننے لگا۔وہ بھی جیسے کسی کے انتظار میں تھی کہ کوئی آئے اور وہ اسے اپنی اور چاچے سلیم کی باتیں بتا سکے۔چاچے سلیم کو یاد کرے۔۔۔کسی کے ساتھ چاچے کی باتیں کرے۔میں مل گیا خالہ کو۔اس نے مجھے اپنا بیٹا بنالیا۔

میں کسی کو اپنا دل کھول کر دکھانا چاہتا تھا۔۔۔سب کچھ بتانا چاہتا تھا۔دل ایک ہی بات کہتا تھا کوئی تو ہو جو سنے،جو سمجھے اور تسلی دے۔صبر کے لیے دعا کرے۔۔۔۔اور خالہ پینو کی صورت میں وہ کوئی مجھے مل گیا تھا۔

ہم دونوں گھنٹوں تاریک کمرے میں بیٹھے رہتے۔زنگ لگے سبز پنکھے کی گرم ہوا برداشت کرتے۔۔۔مسلسل ہوتی گڑ گڑ گھوں گھوں کو جھٹکتے ایک دوسرے کو اپنے اپنے محبوبوں کی باتیں سنایا کرتے۔صبح سے شام ہو جاتی لیکن محبت کی باتیں ختم ہونے میں نا آتی۔

urdunovelsblog

جب کبھی میں خالہ سے کہتا۔۔۔۔" اسے پتا تھا مجھے اس سے محبت ہے۔۔۔وہ مجھے کیوں چھوڑ گئی؟؟؟" ۔۔۔۔تو خالہ کہتی۔۔۔۔" پگلے پتر!! یہی تو محبت کی ریت ہے۔یہی تو پریت ہے۔ہو سکتا ہے اسکا چھوڑ جانا ہی بہتر ہوتا" ۔۔۔۔۔میں سر نفی میں ہلاتا رو دیتا۔۔۔۔

" خالہ ! ہجر مجھے پل پل مارتا ہے۔ میں مر جانا چاہتا ہوں لیکن جی رہا ہوں" ۔۔۔۔۔ خالہ پیار سے میرے سر پہ اپنا نحیف لرزتا ہوا ہاتھ رکھتی اور کہتی ۔۔۔۔" پتر ! یہی تو عشق ہے، ہجر میں تڑپنا پھر بھی محبوب کو خبر نہ ہونے دینا۔ محبوب کی رضا میں راضی رہنا ہی تو عشق ہے پتر" ۔۔۔۔ خالہ کی آنکھیں نم ہو جاتی اور میں کہیں دور کھو جاتا جہاں بس زنگ لگے سبز پنکھے کی گھوں گھوں کی آواز سنائی دیتی۔

مجھے اپنی زندگی بھی زنگ لگے سبز پنکھے کی طرح لگی۔۔۔ ہجر اس زندگی میں محبوب کی طرف سے مجھے دیا گیا پہلا اور آخری تحفہ تھا اور مجھے اس ہجر کو آخری سانس نچڑنے تک سینے سے لگائے رکھنا تھا۔

Wajeeha Tabassam Wajee

urdunovelsblog